باب# ۱۰۱

جسے دیس نکالا دیا گیا!

۹۲: سُوْرَۃُ یُوْسُف [۱۲ —۱۲: ومامن دآبۃ ۱۳: وماابری]

بنی اسرائیل مصر کیسے پہنچے	۷۲
۹۲: سُوْرَۃُ یُوْسُف [۱۲ —۱۲: ومامن دآبۃ ۱۳: وماابری]	۷۳
یوسف علیہ السّلام کا خواب	۷۵
یُوسف علیہ السلام کو قتل کرنے یا کسی طور اُن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سازش	۷۵
کنوئیں سے نکل کر قافلے کے ساتھ، مصر کی جانب	۷۶
مصر میں بنواسرائیل کو بسانے کے اللہ کے منصوبے کا آغاز	۷۷
اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقتدر طبقے کی بیگمات کے شر سے بچاؤ کی تدبیر	۸۰
تاریخِ انسانی میں جمہور نے ہمیشہ حق سے انحراف کیا ہے	۸۱
قیدیوں کے خواب کی تعبیر	۸۳
شاہِ مصر کا خواب اور اُس کی تعبیر	۸۴
رہائی سے قبل بے گناہی کے اعلان پر یوسف علیہ السلام کا اصرار	۸۴
یوسف علیہ السلام کا مصر میں منتظم اعلیٰ کے بطور تقرر	۸۵
بن یامین کا مصر آنا	۸۷
بن یامین کے روک لیے جانے کے اسباب کا پیدا ہو جانا	۸۹
برادرانِ یوسف کا باہمی صلاح و مشورہ	۹۰
یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کے غم میں بے قراری	۹۰
مصر سے یُوسُف علیہ السلام کی خوشبو کنعان پہنچ جاتی ہے	۹۱
اللہ پر ایمان کے باوجود لوگ شرک کرتے ہیں	۹۲

باب#۱۰۱

جسے دیس نکالا دیا گیا!

بنی اسرائیل مصر کیسے پہنچے

یہود نے قریش کو یہ پٹی پڑھائی کہ دعویٰ نبوت کرنے والے سے یہ سوال کرو کہ بنو اسرائیل مصر میں کیوں کر پہنچ گئے؟ اُن کا گمان تھا کہ اگر جھوٹے دعوے کے ساتھ کوئی شخص اپنی نبوت کا پرچار کر رہا ہے تو وہ ہرگز اس سوال کا جواب نہ دے سکے گا، کیوں کہ عرب میں تو اس کا سرے سے ذکر ہی نہیں تھا۔ نہ محمد عربی ﷺ کو اس سے کوئی واقفیت تھی اور نہ ہی قریش کے دانش وروں کو کچھ علم تھا۔ دونوں کی اسی لا علمی کا ذکر قرآن کر رہا ہے۔

اپنے خیال میں قریش نے یہ سوال کر کے بڑا تیر مارا تھا اور اس ترنگ میں تھے کہ محمد (ﷺ) سے کوئی صحیح جواب نہ بن پڑے گا اور ہم تکذیب میں جیت جائیں گے اور نعوذ باللہ نبوت کا چراغ گل ہو جائے گا۔ اُنھیں تو خود اصل قصہ معلوم ہی نہیں تھا، اگر جانتے تو ہرگز نہ پوچھتے، حاصل داستان یہ بات تھی کہ ایک سچے اور معصوم نبی کو اُس کے اپنے بھائیوں نے اپنے شہر سے نکال کر ایک کنوئیں میں پھینک دیا، جسے اللہ نے ایک دوسرے شہر میں لے جا کر حکم راں بنا دیا اور ایک دن اُس کے سارے بھائی اُس کے سامنے اُس کی فضیلت کا اقرار کر رہے اور اپنے کیے کی معافی مانگ رہے تھے۔ محمد ﷺ کے ساتھ آپ کے قبیلے والے بھائی، قریش، وہی حرکت کر رہے تھے جو یُوسُفؑ کے ساتھ اُن کے بھائیوں نے کی تھی۔ قریش کے لیے بھی برادرانِ یُوسُفؑ کی طرح جلد ہی ایک روز، پڑوسی مملکت کے حکم راں، اپنے بھائی کی فضیلت کا اقرار کرنا اور اپنے کیے کی معافی مانگنا مقدر ہو چکا تھا۔

سُوْرَۃُ یُوْسُف کے مطالعے میں دو مشکل الجھنیں اور اُن کے جواب

سورہ مبارکہ کے مطالعے سے قبل دو مشکل باتوں کی عقدہ کُشائی کا احساس دلانا ضروری ہے، جو اس سورۃ کا مطالعہ کرنے والے قارئین کو پیش آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ یوسف علیہ السلام مصر کے حکم راں کیسے بنے، بظاہر تو وہ ایک

طرح کے وزیرِ خزانہ یا آفاتِ قحط کے مقابلے (Disasster management) کے سربراہ بنائے گئے تھے، اس بات کا تاثر قرآن کی آیات ہی سے ملتا ہے مگر ساتھ ہی قرآن مجید سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ وہ سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ تورات کی آیات میں یہ وارد ہے کہ فرعون نے سوائے تخت نشینی کے تمام امور اُن کو سونپ دیے تھے۔

دوسری بات جو اس سورۃ کے مطالعے کے دوران کھٹکتی ہے وہ یہ کہ کیا جان بوجھ کر منصوبہ بندی سے پیالہ رکھ کر اور جھوٹ بول کے بن یامین کو ملزم ٹھہرا کے مصر میں روکا گیا، جب کہ وہ ملزم نہ تھے؟ اور اسی سلسلہ اشکال میں یہ بھی کہ کیا پیالہ کھو جانے پر چوری کا الزام لگانے والے سرکاری ملازمین صحیح صورتِ حال سے واقف تھے؟ ہم نے اس اشکال کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ بغیر جھوٹ بولے اور بغیر کوئی توریہ کیے، بغیر کسی منصوبہ بندی کے مسبب الاسباب نے بے ساختہ انسانی کاموں سے اسباب کا ایک سلسلہ بنوایا اور یُوسُفؑ کے بھائی بن یامین، نہ بھائیوں کے ساتھ واپس گھر جا سکے اور نہ ہی جیل بلکہ امن سے بھائی کے پاس رک گئے۔

ہم نے اس احسن القصص [یوسف علیہ السلام کا واقعہ] میں جہاں تخت نشینی اور بن یامین کی گرفتاری کی تفصیلات بیان کی ہیں، اِن اشکالات کو رفع کر دیا ہے، ابھی اِن کا تذکرہ تدریسی نقطہ نظر سے سود مند نہیں ہے۔ اس سورہ میں اور بھی مشکلات ہیں، ہم نے اُن ہی تاویلات کو اختیار کیا ہے جو مفسرین کی اکثریت کے نزدیک معتبر ہیں، بر خلاف اُن تفردات کے جو شاذ ہیں۔

۹۲: سُوۡرَۃُ یُوۡسُف [۱۲ — ۱۲: وما من دآبۃ ۱۳: وما ابری]

[نزولی اعتبار سے ۹۲ویں، مصحف میں ۱۲ویں نمبر پر، ۱۲ ویں پارے وما من دآبۃ میں درج سُوۡرَۃُ یُوۡسُف]

> بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الف، لام، را۔ یہ اُس کتاب کی آیات ہیں جس کے مضامین آسانی سے صاف سمجھ میں آنے والے ہیں۔ ہم نے اسے عربی زبان میں قرآن بنا کر نازل کیا ہے تاکہ تم [مخاطبینِ قرآن، باشندگانِ مکہ، اہلیانِ قریش] سمجھ سکو[۳۷]۔ اے محمدؐ، ہم تمھیں اس وحی کے ذریعے [تاریخ کے اوراق سے] ایک

۳۷ یہ اللہ کا احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے، جن لوگوں کے درمیان قرآن اُتارا، اُن کی زبان ایک انتہائی ترقی یافتہ اور مرتب [structured] زبان تھی۔ جن کے درمیان یہ قرآن نازل ہوا، اُن کو اسے سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ زبان کی

ایسی بہترین سر گزشت سناتے ہیں آج سے پہلے، جس کی تفصیلات سے تم [اور تم سے دریافت کرنے والے قریش] بالکل ہی ناآشنا تھے۔ .... [مفہوم آیات ۱ - ۳]

احسن القصص بہ زبان عربی

یُوسُف علیہ السلام کے والد یعقوب علیہ السلام [جنھیں اسرائیل علیہ السلام بھی کہتے ہیں]، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے اسحٰق علیہ السلام کو شام میں آباد کیا جہاں سے اُن کی سسرال قریب تھی اور دوسرے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے بے آب و گیاہ چٹیل و بنجر وادی مکہ میں لا بسایا۔ ہزاروں ہزار نبیوں کا

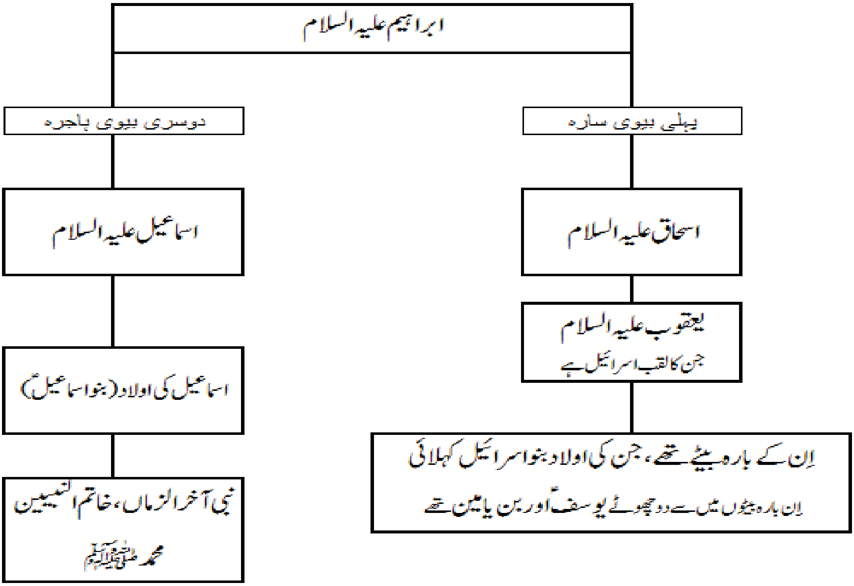

گرامر بہت بعد میں مرتب ہوئی مگر اس کتاب میں کوئی چیز اصولوں کے خلاف نہیں پائی گئی۔ دنیا کی زبانیں زمانے کے اُلٹ پھیر میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں، مگر قرآن کی زبان ڈیڑھ ہزار سال بعد بھی ویسی ہی تر و تازہ ہے، جیسی وہ ڈیڑھ ہزار برس قبل تھی۔ عرب ممالک کے علاوہ دنیا کے تمام ممالک میں لاکھوں عربی داں مسلمان موجود ہیں جو وہی قدیم عربی روانی سے نہ صرف بول سکتے ہیں بلکہ اُس میں اعلیٰ درجے کا تصنیفی اور تالیفی کام انجام دے سکتے ہیں۔ قرآنی زبان کی یہ ایک بڑی اچھی اور نادر خصوصیت ہے کہ مسلمان اس کی مسلسل تلاوت سے زبان کا ایک ذوق حاصل کر لیتے ہیں اور دل میں اللہ کا خوف ہو تو بہت کم محنت سے اساتذہ کے ذریعے یا مطالعے سے اِس کے معانی اور مفاہیم کو نہ صرف سمجھ جاتے ہیں، بلکہ اللہ کے دین کو دنیا میں پھیلانے اور نافذ کرنے کے لیے اپنی زندگیاں تج دینے پر آمادہ و تیار ہو جاتے ہیں۔

ایک مبارک سلسلہ ہے، جو بنواسرائیل میں پیدا ہوا، جب کہ آخری نبی، خاتم النبیین محمد ﷺ، اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہوئے۔ ذیل میں دیے گئے چارٹ سے یوسف علیہ السلام اور نبی ﷺ کا سلسلہ نسب سمجھا جا سکتا ہے۔ بنواسرائیل کے آغاز کی تاریخ اُس وقت سے شروع ہوتی ہے، جب یُوسُف علیہ السلام لڑکپن [بارہ برس سے کم عمری] کی حدود میں تھے۔

یوسف علیہ السّلام کا خواب

یہ اُس وقت کا ذکر ہے، جب نو عمر یُوسُفؑ نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان، میں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سُورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ اُس کے والد نے کہا، بیٹا، اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا، ورنہ وہ حسد میں آکر تیرے خلاف کچھ کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے[۳۸]، بات یہ ہے کہ شیطان آدمی کا دشمن ہے، جو حسد اور برائی پر لوگوں کو اُکساتا ہے۔ .... [مفہوم آیات ۴ - ۵]

اے میرے بیٹے، جان لے کہ جیسا تُو نے خواب میں دیکھا ہے، ویسا ہی ہوگا۔ تیرا پروردگار تجھے کسی خاص کام کے لیے برگزیدہ کرے گا اور تجھے معاملات کی تہ تک [بشمول خوابوں کی تعبیر تک] پہنچنا سکھائے گا اور تجھ کو اور آلِ یعقوبؑ کو اپنی اتمامِ نعمت سے اسی طرح نوازے گا[۳۹]، جس طرح اس سے پہلے وہ تیرے بزرگوں، ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کو نواز چکا ہے، بلاشبہ تیرا رب علیم اور حکیم ہے۔ .... [مفہوم آیت ۶]

یُوسُف علیہ السلام کو قتل کرنے یا کسی طور اُن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سازش

اے محمدؐ! نبوت کی صداقت کا امتحان لینے کے لیے یُوسُفؑ اور اس کے بھائیوں کے واقعے کی تفصیلات تم سے پوچھنے والوں [قریش] کے لیے خود اس واقعے میں بڑی سبق آموزی ہے۔ ہوا یوں کہ یوسفؑ کے سوتیلے بھائیوں نے آپس میں گفتگو کی کہ یوسفؑ اور اُس کا بھائی دونوں ہی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ کیوں محبوب ہیں؟ حالاں کہ ہم تو ایک پوری ٹیم ہیں، بے شک ہمارے ابا جان صاف غلطی پر ہیں۔ ایسا کیوں نہ کریں کہ یوسُفؑ کو قتل کر دیں یا اسے کہیں پھینک دیں تاکہ پھر ہم ہی والد کی توجہ کا مرکز رہ جائیں، اگرچہ یہ برا کام ہے مگر بس، یہ کام کر چکنے کے بعد نیک

---

۳۸ شرک سے مماثل اسباب سے دور رہنا اور ایسے امور کو چھپانا بہتر ہے جن کے افشا سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

۳۹ اندازِ کلام یہ گمان کرنے کی کافی سے زیادہ شہادت ہے کہ یعقوب علیہ السلام خواب کی تعبیر جان گئے اور اندازہ کر لیا کہ آنے والے ایّام میں بھائی کیا کریں گے اور یوسف علیہ السلام ہر طرح محفوظ رہ کر مرتبہ بلند پائیں گے (واللہ اعلم)۔

بن کر رہ لیں گے۔ اس تجویز پر اُن میں سے ایک نے کہا کہ ارے، یُوسُفؑ کو قتل تو نہ[40] کرو، اگر ایسا کچھ کرنا ہی ضروری ہے تو اُسے کسی اندھے کنویں میں ڈال دو، کوئی گزرتا قافلہ اسے نکال لے جائے گا۔[مفہوم آیات ۷-۱۰]

بھائیوں نے جب اتفاقِ رائے سے یہ فیصلہ کر لیا تو جا کر اپنے والد سے کہا ابا جان، کیا بات ہے کہ آپ یُوسُفؑ کے معاملے میں ہم پر بھروسا نہیں کرتے، حالاں کہ ہم اس سے بڑا پیار کرتے اور اس کے خیر خواہ ہیں؟ کل ہم ذرا سیر پر جا رہے ہیں تو اسے بھی ہمارے ساتھ جانے دیجیے، کچھ کھا پی لے اور کھیلے کُودے۔ ہم اس کی نگرانی اور حفاظت کرنے والے ہیں۔ والد نے کہا کہ تمھارے ہم راہ بھیجنے سے مجھے خوف آتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جب تم [کھیل میں لگے ہو اور] اس سے غافل ہو جاؤ، اور اِسے بھیڑیا کھا جائے۔ انھوں نے جواب دیا اگر ہمارے ہوتے ہوئے اِسے بھیڑیے نے کھا لیا، جب کہ ہم اتنے سارے ہیں، تب تو ہم بڑے ہی فضول ہیں۔ اِس طرح خوب ضد اور وعدے کر کے یُوسُفؑ کو اپنے ساتھ لے گئے اور انھوں نے طے کر لیا کہ اسے ایک خشک کنوئیں میں چھوڑ دیں گے۔ جب وہ یہ سب کر رہے تھے ہم نے یُوسف کو وحی کی کہ گھبراؤ نہیں، جلد تُو اپنے ان بھائیوں کو ایسے وقت اِن کی یہ حرکت یاد دلائے گا، جب ان کو گمان بھی نہ ہو گا۔ ....[مفہوم آیات ۱۱- ۱۶]

کنوئیں سے نکل کر قافلے کے ساتھ، مصر کی جانب

شام کو دیر سے [عشاء کے وقت] روتے پیٹتے گھر آئے اور کہنے لگے، ابّا جان، ہم تو دوڑ کا مقابلہ کر رہے تھے کہ ناگہاں ایک بھیڑیا آیا اور یوسف کو کھا گیا جب کہ ہم نے اُس کو اپنے سامان کے پاس چھوڑا ہوا تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہماری بات نہ مانیں گے خواہ ہم سچے ہوں [اور چاہے کتنا ہی آپ کو ہم یقین دلائیں]۔ وہ یقین دلانے کے لیے یُوسُفؑ کی قمیص پر جعلی خون بھی لگا لائے تھے۔ یہ ساری کہانی سُن کر اُن کے والد نے [جنھیں اس کہانی کے جھوٹ ہونے کا کامل یقین تھا] کہا، بات یہ ہے کہ تم نے اپنے طور پر ایک بڑی بات کو [دل سے گھڑ لینا] آسان بنا لیا ہے، پس میں اِس امتحان میں صبر کروں گا اور خوب کروں گا، جو باتیں تم بنا رہے ہو اُن پر تو اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ ....[مفہوم آیات ۱۷- ۲۰]

---

۴۰ معلوم ہوتا ہے کہ بھائیوں کے درمیان یہ بات کہنے والا یوسف علیہ السلام کے بارے میں دیگر بھائیوں کی نسبت بہتر رائے رکھتا تھا اور اس پورے قضیے میں اُس کا کردار نیکی اور تقوے پر مبنی نظر آ رہا ہے۔ کچھ برائیاں، دوسری بڑی برائیوں سے کم نقصان دہ ہوتی ہیں اور کم تر نقصان کو برداشت کر کے بڑے نقصان کو دفع کرنا ہمیشہ دانش اور متقی مومن کی فراست کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

اُدھر خشک اور تاریک کنویں میں یُوسفؑ اپنے رب کے وعدے پر مطمئن و منتظر تھا[41] کہ وہاں سے گزرنے والے قافلے نے اپنے پانی لانے والے ملازم کو کنوئیں پر پانی کے لیے بھیجا،اُس نے ڈول ڈالا تو یُوسف کو دیکھ کر خوشی سے قافلے والوں کو پکارا، واہ، وا، یہاں تو ایک لڑکا ہے۔ قافلے والوں نے اُس کو ایک ناگہاں ہاتھ آئی دولت جان کر چھپا لیا، وہ جو کچھ کر رہے تھے اللہ اُس سے خوب باخبر تھا۔ بازارِ مصر میں انھوں نے اُس کو معمولی قیمت پر چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا اور وہ یوسف کے بدلے کسی بہت زیادہ کی امید بھی نہیں رکھتے تھے [اُنھیں معلوم ہی نہیں تھا کہ کیا گوہرِ نایاب اُن کے ہاتھ لگا تھا!] .... [مفہوم آیات ۱۷ - ۲۰]

یُوسف علیہ السلام بعد از فروخت عزیزِ مصر کے گھر میں

مصر میں جس آدمی نے یُوسفؑ کو خریدا اُس نے اپنی بیوی سے کہا، اِس کی اچھی طرح پرورش کرنا، چہ عجب کہ یہ ہمارے لیے بابرکت و نفع بخش ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔اس طرح ہم نے یُوسف کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لیے سرزمینِ مصر میں زمین ہموار کی اور اُسے تعبیراتِ خواب کا علم اور معاملہ فہمی سکھائی۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ اپنے ارادے کو نافذ کر کے رہتا ہے، مگر لوگوں کی اکثریت اس بات کو نہیں جانتی۔ اور جب وہ اپنی پُختہ جوانی کو پہنچا تو ہم نے اُسے علم اور بھرپور قائدانہ اوصاف عطا کیے، اِسی طرح ہم اپنے نیکوکار بندوں کو جزا دیتے ہیں۔

.... [مفہوم آیات ۲۱ - ۲۲]

مصر میں بنو اسرائیل کو بسانے کے اللہ کے منصوبے کا آغاز

مصر کا جو آدمی یُوسفؑ کو خرید لایا تھا وہ مصر کی حکومت میں بڑے منصب والا تھا اور مقتدر، بالائی طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ یُوسفؑ کا اس گھر میں آنا اللہ تعالیٰ کے ایک بڑے منصوبے کا حصہ تھا جسے آخر کار بنو اسرائیل کی مصر پر حکم رانی پر منتج ہونا تھا۔ جس طرح ماضی بعید میں یُوسفؑ کے لیے زمین ہموار کی گئی تھی، اسی طرح یثرب میں بھی اسلام کے غلبے کے لیے خالقِ کائنات زمین ہموار کر رہا تھا۔ اوس و خزرج کی لڑائیاں

41 یُوسفؑ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کنوئیں ہی میں یہ بشارت مل چکی تھی کہ "گھبراؤ نہیں، جلد تُو اپنے ان بھائیوں کو ایسے وقت اِن کی یہ حرکت یاد دلائے گا، جب ان کو گمان بھی نہ ہو گا۔" لہٰذا اُن کے لیے کنوئیں میں گھبرانے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ یُوسفؑ کی مانند نبی ﷺ کو بھی سارے ناسازگار حالات کے باوجود اوّلین ایّام سے ہی بشارت تھی کہ آپ کا اگلا دور بہتر ہو گا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى اور یہ کہ آپ کا ذکر بلند کیا جائے گا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

، یہودیوں کی زیادتیاں اور بار بار ایک نبی موعود کی آمد کی خبر کی تکرار اس دھمکی کے ساتھ کہ اُس کے ساتھ مل کر ہم یثرب کے عرب قبائل کو نیست و نابود کر دیں گے۔ ایک ایسا ماحول بنا چکی تھیں کہ نبی موعود ﷺ کے یثرب میں آنے سے قبل ہی کم و بیش سارا یثرب محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دے چکا تھا۔ یثرب کے بنو نجّار کے یہاں آپؐ کے دادا کی ننھیال، بنو عبد شمس اور بنو خزاعہ کے درمیان مخاصمت، مدینے کا جغرافیہ اور یہود کے درمیان مسلمانوں کے ہم درد، اہلِ حبشہ اور نجران کے دلوں میں اسلام کے لیے نرم گوشہ، یہ تمام اور اس طرح کے متعدد دوسرے امور تھے جو آنے والے گیارہ برسوں میں اسلام کے غلبے کی لہلہاتی فصل کے لیے اللہ کے تیار کردہ بیج تھے، جو گزشتہ ایک صدی سے نمو پا رہے تھے اور آنے والے نبی کی جائے ہجرت کے لیے زمین تیّار کر رہے تھے، وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمۡرِہٖ: اللہ تو اپنے ارادے کو نافذ کر کے رہتا ہے!

یوسفؑ جس [مردِ شریف] کے گھر میں تھا، اُسی کی بیوی اُس پر ڈورے ڈالنے لگی اور ایک روز کمرے کے دروازے بند کر کے بولی، چلو آ جاؤ۔ یُوسُفؑ نے کہا اللہ کی پناہ، میرے آقا نے تو مجھے اچھی قدر و منزلت دی ہے اور میں اُس کے ساتھ خیانت و بے وفائی کا یہ کام کروں! ایسے احسان فراموش اور گناہ گار تو کبھی فلاح نہیں پاتے۔ وہ اُس کی طرف امید سے بڑھی اور یُوسُفؑ بھی ایسا ہی کر گزرتا[۴۲] اگر اللہ کی جانب سے ہدایت کی روشنی اور نیکی پر

---

۴۲ اِس واقعے کے پسِ منظر میں یہاں ایک کلیہ بیان ہو رہا ہے کہ انسان کم زور ہے، ہر نوع کے گناہ کی لذت سے کنارہ کش ہو جانا بغیر اللہ کی توفیق کے ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو جو اُس سے محبت کرتے ہیں، اُس کے علاوہ نہ کسی سے خوف کھاتے، نہ کسی سے استعانت طلب کرتے اور نہ کسی اور کی عبادت و نذر و نیاز کرتے ہیں اور منکرات سے دور رہتے ہوئے اعمالِ صالحہ پر کاربند رہتے ہیں اور اِن ہی اُمور کی اللہ کے بندوں کے درمیان تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں، اللہ اُن کو بڑی بڑی برائیوں سے بچنے کے لیے ہمت و طاقت اور اپنی برہان عطا فرماتا ہے، جس سے وہ اپنے نفس کی تمام خواہشات، لذات اور شیطان کی ترغیبات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

نبی ﷺ کے بیان کردہ کلیے کے مطابق جب بھی دو نامحرم تنہا ہوتے ہیں اُن دو کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے جو اُنھیں شادی کے دائرے سے باہر لطف اندوزی پر اُکساتا ہے [" جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ کسی عورت کے ساتھ ایسی خلوت میں نہ ہو جہاں کوئی محرم موجود نہ ہو کیوں کہ ایسی صورت میں ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے "۔ (مسندِ احمد)]۔ جب یُوسُفؑ کو زلیخا نے پھسلانا چاہا اور اُن کے انکار کے باوجود وہ اُن کی طرف بڑھی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: " وَ لَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَ الۡفَحۡشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۲۴﴾ " وہ اُس کی طرف امید سے بڑھی اور یُوسُفؑ بھی ایسا ہی کر گزرتا اگر اللہ کی جانب سے ہدایت کی روشنی اور نیکی پر جمنے کے لیے دلیل [برہان] نہ پالیتا۔ ہماری تدبیر سے ایسا ہُوا [کہ وہ بُرائی سے بچا رہا، ہم نے ایسا اس لیے کیا]، تاکہ ہم اُس

جمنے کے لیے دلیل [برہان] نہ پالیتا۔ ہماری تدبیر سے ایسا ہُوا، تاکہ ہم اُس سے برائی اور بے حیائی کو دُور رکھیں، بلا شبہ وہ ہمارے چُنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔ .... [مفہوم آیات ۲۳ - ۲۴]

یُوسُفؑ دروازے کی طرف دوڑا اور اُس کے پیچھے وہ دوڑی۔ اُس عورت نے یوسف کو قمیص سے پکڑا، وہ کھِچ کر پھٹ گئی۔ دروازے کے پاس دونوں نے عورت کے شوہر کو پایا۔ عورت اپنے شوہر سے کہنے لگی جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بُرا اِرادہ کرے اُس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ اسے قید کر دیا جائے یا اور کوئی دردناک سزا دی جائے۔ یُوسُفؑ نے کہا کہ لو، اُلٹا یہی مجھے پھسلا رہی تھی۔ یہ تنازعہ جاری تھا کہ اُس عورت کے اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص نے عمدہ اور عقل کی شہادت پیش کی کہ اگر عورت نے یُوسُف سے بچنے کے لیے قمیص آگے سے نوچا ہو تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا، اور اگر بھاگتے ہوئے یُوسُفؑ کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچا۔ .... [مفہوم آیات ۲۵ - ۲۷]

جب شوہر نے دیکھا کہ یُوسُفؑ کی قمیص تو پیچھے سے پھٹی ہے، بے اختیار بول اُٹھا یہ تم عورتوں کی چال بازیاں ہیں، [کہ پہلے ہی بیگمات کے لچھنوں سے آگاہ تھا مزید بولا] واقعی تمہاری فریب کاری بڑے غضب کی ہوتی ہے۔ چلو یُوسُفؑ، معاف کرو اور اس معاملے کو رفع دفع کرو، اور اے عورت، تُو اپنی خطا کی معافی مانگ، تیرا ہی قصور ہے۔ .... [مفہوم آیات ۲۸ - ۲۹]

اور بات پھیل گئی، شہر کی بیگمات باتیں کرنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے، اُس کی محبّت نے اسے دیوانہ بنادیا ہے، ہمارے خیال میں تو وہ بڑی غلطی کررہی ہے۔ اُس نے جو اپنی سہیلیوں کے کرتوت اور اطوار سے واقف تھی اُن کی یہ مکارانہ باتیں سُنیں تو ایک تقریب منعقد کی اور اُن کو بُلوایا، ان کے لیے اُس نے ایک پُر تکلف تکیہ دار محفل سجائی تھی۔ اور ضیافت میں ہر ایک کے آگے ایک ایک چھری رکھ دی۔ پھر اُس وقت جب وہ پھل کاٹنے میں مصروف تھیں، اُس نے یُوسُفؑ کو ان کے سامنے بلالیا۔ جب ان بیگمات کی نگاہ اُس پر پڑی تو وہ اُس کے حسن و وقار کو دیکھ کر مبہوت رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور بے ساختہ پُکار اُٹھیں "حاشاللہ یہ شخص انسان نہیں ہے، یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے! یوں اُس نے یُوسُفؑ پر ریجھنے کے معاملے میں اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کیا[۴۳]! .... [مفہوم آیات ۳۰ - ۳۱]

سے برائی اور بے حیائی کو دُور رکھیں، بلاشبہ وہ ہمارے چُنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

۴۳ یہ قدیم جاہلیت کی معراج ہے کہ انسان کی دونوں اصناف خصوصاً صنفِ نازک شہوانی خواہشوں میں جانوروں کی سطح پر آجائے،

عزیز کی بیوی نے کہا دیکھ لو! یہ ہے وہ شخص جس پر مائل ہونے کے معاملے میں تم مجھ کو طعنے دیتی ہو، اور خود تمھارا حال یہ ہے کہ اسے بس ایک نظر دیکھ کر اپنے ہاتھ زخمی کر بیٹھی ہو۔ بے شک میں نے اِسے رجھانے کی کوشش کی تھی مگر یہ بچ نِکلا۔ اگر اِس نے وہ نہ کیا جس کا میں اِس سے مطالبہ کر رہی ہوں تو ضرور جیل جائے گا اور رسوا ہوگا۔ .... [مفہوم آیت ۳۲]

اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقتدر طبقے کی بیگمات کے شر سے بچاؤ کی تدبیر

بیگمات کی ان دست درازیوں کے پسِ منظر میں، اِن کے شر سے بچنے کے لیے یُوسفؑ نے دعا کی، اے میرے رب! اِس بے حیائی کے کام سے، جس کی طرف یہ مجھے دعوت دیتی ہیں مجھے جیل زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر تُو نے ان بیگمات کی چالوں کے مقابلے میں میری حفاظت نہ کی تو خوف ہے کہ کہیں اِن کے جال میں نہ پھنس جاؤں اور ان کی طرف مائل ہو کر جاہلیت کے پیروکاروں میں نہ شامل ہو جاؤں۔ اُس کے رب نے اس کی دُعا قبول کی اور اُن عورتوں کی چالوں سے یوسفؑ کو امان دے دی، بے شک وہی ہے جو سب کی سُنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ پھر صاحبانِ امر و اقتدار نے مصلحت یہی سمجھی کہ یوسف کو کچھ عرصے کے لیے قید کر دیں حالاں کہ وہ اُس کی بے گناہی اور اپنی عورتوں کی بے حیائی کی حرکتوں پر خود گواہ تھے۔ .... [مفہوم آیات ۳۳ - ۳۵]

یُوسف علیہ السلام کی جیل میں دعوتِ توحید

نبیوں کی دعوت میں ایک خالق ومالک کو تنہا عبادت و استعانت کا سزاوار سمجھنے کی دعوت کے ساتھ آخرت پر ایمان کی جانب بلانا انتہائی اہمیت رکھتا ہے، دعوت میں اس کا مقام توحید کے بعد دیگر ایمانیات پر مقدم

جب تک پیٹ اتنا نہ بھر جائے کہ آدمی کو دور کی سوجھے اور روٹیاں لگ جائیں [اردو میں کہاوت ہے: بھوک لگی، تندور کی سوجھی، پیٹ بھرا تو دور کی سوجھی] اور دولت اتنی ہو کہ تجوری سے پیسے اُبلنے لگیں تب مقتدر طبقوں کی بیگمات اپنی خواہشوں میں شاۃِ عائرہ [ایسی بکری جو ایک ریوڑ سے دوسرے ریوڑ میں کسی کی تلاش میں بھاگتی پھرے] کی مانند ہو جاتی ہیں، اُن کے مرد اُن پر اس لیے کوئی قابو نہیں رکھتے کہ وہ خود ہر روز نئے گرم کھانوں، بستروں اور بانہوں کے عادی ہوتے ہیں، اُن کی بلا سے اُن کی بیگمات کہاں رات بسر کریں۔ زمانہ قدیم سے اس معصیت سے آلودہ بے وفائی اور بے حیائی کے تمدن میں وہ جو حیا اور دائرہ نکاح میں وفاداری سے زندگی گزارتے ہیں بے وقوف، پس ماندہ اور پرانے وقتوں کے لوگ کہلاتے ہیں اور جو بے چین بکریاں بن جاتی ہیں وہ ماڈرن اور تہذیب یافتہ بن جاتی ہیں، اُن کے شوہر بڑے ہی وسیع النظر، برداشت والے اور نخرے اُٹھانے والے کہلاتے ہیں!

ہے۔ اگلی آیہ مبارکہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ یُوسُف علیہ السلام کو جیسے ہی موقع ملتا ہے، ایک اللہ واحد کی جانب پکارنے کے ساتھ اپنے ایمانِ آخرت کا افتخار کے ساتھ برملا اعلان کرتے ہیں۔ یہ وہی انداز ہے جس کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفاپر آخرت کی یاد دہانی کرائی تھی۔

یُوسُفؑ کے ساتھ جیل میں دو اور جوان بھی قید کیے گئے تھے۔ ایک روز اُن میں سے ایک نے یُوسُفؑ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب بنانے [انگور نچوڑنے/کشید کرنے] پر مامور ہوں۔ دُوسرے نے کہا اور میں نے یہ دیکھا کہ میں سر پر روٹیاں اُٹھائے ہوئے ہوں جنھیں پرندے کھا رہے ہیں! دونوں نے یوسف سے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ایک نیک آدمی ہیں، ذرا ہمیں ان خوابوں کی تعبیر تو بتائیں۔ یُوسُفؑ نے کہا کہ جو کھانا تمھیں یہاں ملتا ہے اس کے آنے سے پہلے میں تمھیں اِن خوابوں کی تعبیر بتادوں گا۔ یہ اُس علم کی بدولت ہے، جو میرے رب نے مجھے سکھائے ہیں۔ سنو، حقیقت یہ ہے کہ میں اُن لوگوں کے دین پر نہیں ہوں جو اللہ کو ایک خالق و مالک اور معبود نہیں جانتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں .... [مفہوم آیات ۳۶-۳۷]

تاریخِ انسانی میں جمہور نے ہمیشہ حق سے انحراف کیا ہے

سارے نبیوں کی دعوت اور اُن کی ساری زندگیوں کی مہمات میں انسانیت کا المیہ یہ رہا ہے کہ بستیوں اور مملکتوں کی اکثریت اپنے نوع بہ نوع بالائی طبقات اور گمراہی کے داعیان مذہبی لیڈروں کے پیچھے چلتی رہی ہے جو لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے اور ایمان بھی لوٹ لیتے ہیں۔ دعوتِ توحید کے حق میں ووٹ دینے [رائے کا اظہار کرنے/ایمان لانے] کے مطالبے کو اُن کی اکثریت نے ٹھکرادیا ہے، پس کسی کا یہ گمان کرنا کہ توحیدِ خالص کی دعوت کے ساتھ، اکثریت کو ہم نوا بنالیا جائے گا، ممکن نہیں ہے [۴۴]! تاہم یہ خیال کہ اسلام کی حقیقی دعوت ایمان اور آخرت کی کامیابی سے اغماض برت کر، ریاست

۴۴ کافرانہ معاشروں میں انبیاء کی دعوت پر ساری آبادی یا اکثریت کے ایمان لانے کی صرف دو مثالیں ہیں ایک یونس علیہ السلام کی قوم کی، جو عذاب دیکھ کر ایمان لائی اور اللہ کے پیغمبر کے اپنی جگہ موجود نہ ہونے کی بنا پر معاف کردی گئی۔ اور دوسری اہلِ یثرب کے باسیوں کی، جن کی اکثریت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے پہلے ہی اُس کے نمایندوں [اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما] کے ہاتھوں پر ایمان لے آئی۔ اہلِ یثرب کی اکثریت کا ایمان لانا بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کی موجودگی میں ایک ماڈل اسلامی ریاست کو وجود میں لانے کے منصوبے کا حصہ محسوس ہوتا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے مخلص و صادق رفقائے کار کو اُن کے صبر و ثبات کے انعام کے طور پر دیا گیا**۔ اگر اللہ کے بندے آج بھی دینِ اسلام کی

کی قوت حاصل کر کے اصلاح کرلی جائے، ظاہر ہے کہ نبیوں کے یہاں تو ملتا ہی نہیں، اور تاریخ میں بھی اِس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، سوائے اہلِ تصوف کی اِس انداز سے اصلاحی کوششوں کے، مگر اُنھوں نے ریاست کی قوت حاصل کرنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی، بلکہ یہ چیز تو اُن کی لغت سے ہی خارج رہی۔ اِن سب سے ہٹ کر خود اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کسی بھی سبب سے جوش میں آنا اور مسلمان معاشرے کو خیر کی داعی ایک صالح قیادت مہیا کر دینا ہوتا رہا ہے، جس کے مناظر گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال میں متعدد بار دیکھنے میں آئے ہیں، مثلاً عمر بن عبدالعزیزؒ یا اورنگ زیب عالم گیر کے ادوارِ حکومت۔ پس، ظاہری کامیابیوں پر سے بالکلیہ نظریں ہٹا کر اللہ کی مدد کے بھروسے پر اللہ کے دین کو بلا لومتِ لائم پیش کیا جائے، نتائج صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ یہی کام یُوسُف علیہ السلام کر رہے تھے۔ اُن کی تقریر جاری ہے، سُنیے:

میں اپنے آباء، ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے دین پر ہوں [45]۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں حق نہیں کہ ہم کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔ اس حقیقت سے آگہی ہم پر اور تمام انسانوں پر اللہ کا فضل ہے، مگر اکثر لوگ اس کا اعتراف نہیں کرتے۔ اے جیل کے رفیقو، تم خود ہی سوچو کہ بہت سے طرح طرح کے آقا بہتر ہیں یا وہ ایک اکیلا اللہ جو بڑا ہی زبردست ، سب پر غالب ہے [يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللهُ الْوَاحِدُ

دعوت اور اُس پر صبر واستقامت کے ساتھ عمل درآمد کا مظاہرہ کریں تو وہ اِس انعام کے حق دار ہو سکتے ہیں، یہ اللہ کی سنت ہے۔

** مکرمی و محترمی جناب ظفر حجازی صاحب، ڈپٹی ڈائرکٹر ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور، نے مسودے کے جائزے کے دوران اس جگہ ایک نوٹ تحریر کیا، جو من و عن نقل کیا جارہا ہے، اگرچہ کہ مصنف کو اپنے موقف پر اطمینان ہے۔ [تسنیم] "کیا توحید کی دعوت، اللہ کی حاکمیت قائم کرنے کی دعوت ہی نہ تھی؟ صبر وثبات کے انعام کے طور پر حکومتِ الٰہیہ کا قیام مدینہ منورہ میں کیوں ممکن ہوا، مکہ مکرمہ میں کیوں نہ ہوا؟ توحید کی دعوت، اللہ کی حاکمیت کا اعلان ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ کی دعوتِ توحید (اللہ کی حاکمیت) کی جدوجہد کے نتیجے میں مدینہ منورہ میں ایک ماڈل اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ [ظفر حجازی]"

۴۵ یُوسُفؑ کا دین ابراہیمی پر ہونا، اور شرک سے نفرت کرنا ایک حقیقت تھی جسے وہ بیان کر رہے تھے اور اُن کی سنّت پر قایم رہنا، جس اعتماد سے وہ بتا رہے ہیں، اُس سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے ہم نشین قیدی بھی ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی موحدانہ زندگی کی عظمت اور صداقت کے قائل تھے۔

الْقَهَّارُ]؟ اُس کو چھوڑ کر تم جن جن کی بندگی کر رہے ہو وہ چند نام[46] ہیں، جو تم نے اور تمھارے آباواجداد نے کچھ چیزوں اور اپنے جیسے انسانوں کے لیے رکھ چھوڑے ہیں، اس سے زیادہ اُن کی کوئی حیثیت نہیں، اِن ناموں اور القابات پر اللہ نے ان کے لیے کوئی سَنَد نازل نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اقتدار و حکم رانی تو اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت و بندگی نہ کرو۔ یہی اصلی اور سیدھا طریقِ زندگی ہے، مگر اکثر لوگ ما[جانتے] نہیں ہیں۔ .... [مفہوم آیات ۳۸ - ۴۰]

قیدیوں کے خواب کی تعبیر

اے جیل کے رفیقو! تمھارے خوابوں کی تعبیر یہ ہے کہ تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلائے گا، رہا دُوسرا تو اُسے صلیب پر ٹھوکا جائے گا اور [جیسا کہ ہوتا ہے] پرندے مصلوب کا سر نوچ، نوچ کر کھائیں گے۔ اُن خوابوں کی تعبیر سُنادی گئی، جو کہ پوچھی گئی تھی۔ پھر اُن میں سے جس کی نسبت یوسفؑ کا خیال تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا، اس سے یُوسُفؑ نے کہا کہ اپنے آقا، [یعنی مصر کے بادشاہ] سے میرا[47] ذکر کرنا [بے گناہی قید کی طرف توجہ دلانا[48]] مگر شیطان نے اُسے ایسا کرنا بھلادیا[49]۔ یوں یُوسُفؑ کئی سال قید خانے میں پڑا رہا۔ .... [آیات ۴۱ - ۴۲]

---

۴۶ وہ صِفاتی نام جو صرف اللہ ہی کو زیب دیتے ہیں جیسے: داتا، دستگیر، گنج بخش، مشکل کشا وغیرہ، وغیرہ، بگڑی ہوئی گم راہ قومیں اپنی پسند کی شخصیات اور زندہ یا مُردہ ہستیوں کے لیے یہ نام اختیار کر لیتی ہیں۔

۴۷ دورِ قدیم میں خالی قتل کرنے سے سزائے موت کا حق ادا نہیں ہوتا تھا، چناں چہ صلیب یا درخت کے تنوں پر ہاتھ اور پیر میخوں سے ٹھکوا کے مرنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا اور دیکھنے والے معتوب کی ذلت و رُسوائی کو دیکھ کر عبرت پکڑتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب ہونے سے بچالیا اور یہود کا یہ دعویٰ باطل قرار دیا گیا کہ اُنھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا۔

۴۸ یہ پیغام بھجوانا، معاملات کے حل کرانے کی ایک تدبیر ہے، اِس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ توکل کے خلاف ہے، تفاسیر تفہیم القرآن، تدبرِ قرآن اور معارف القرآن یہی موقف پیش کرتی ہیں بتاہم بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یوسفؑ نے اپنی قید کی طرف توجہ دلانے کی بات ہی نہیں کی بلکہ بادشاہ تک وہ دعوتِ توحید پہنچانے کی بات کی، وہ دعوتِ توحید جو یوسفؑ نے اپنے جیل کے ساتھیوں کے سامنے پیش کی تھی۔ یہ آخر الذکر مفہوم سیاق وسباق سے مطابقت نہیں رکھتا۔

۴۹ اُس کے بھول جانے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ یُوسُفؑ کو زنداں میں مزید ریاضت و تربیت کا موقع دیا جائے۔ خواتین کو بھی اس طویل عرصے میں اُن کی پاک دامنی اور اپنی زیادتی کا احساس ہو جائے، قحط کا وہ موقع بھی قریب آ لگے کہ جس سے نبٹنے کے لیے یُوسُفؑ کو تخت پر بٹھانے کی سبیل نکل سکے۔

شاہِ مصر کا خواب اور اُس کی تعبیر

ایک روز بادشاہ نے اہلِ دربار سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جن کو سات کم زور دُبلی گائیں کھا رہی ہیں، اور اناج کی سات بالیاں سبز ہیں اور دُوسری سات خشک ہیں۔ اے درباریو، یہ کس بات کا اشارہ ہے؟ مجھے اس خواب کی تعبیر تو کچھ بتاؤ، اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکو۔ وہ بولے یہ تو [ذہنی پراگندگی] پریشان خواب ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ یُوسُفؑ کے جیل کے رفیقوں میں سے، جو چھوٹ گیا تھا[50]، اُسے خواب کی بابت سنتے ہی ایک مُدّتِ دراز کے بعد یُوسُفؑ کی تعبیراتِ خواب میں مہارت یاد آئی، اُس نے درباریوں سے کہا میں آپ لوگوں کو اس کی تاویل بتائے دیتا ہوں، ذرا مجھے جیل میں یُوسُفؑ تک جانے کا موقع دیجیے۔ .... [مفہوم آیات ۴۳ - ۴۵]

وہ سیدھا یُوسُفؑ کے پاس زنداں میں پہنچا اور کہا کہ اے یُوسُفؑ، راست باز، مجھے اس خواب کا مطلب بتاؤ کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیاں سبز ہیں اور سات خشک۔ چہ عجب کہ تم سے سن کر میں دربار واپس جاؤں اور لوگ تمھاری راست گوئی اور راست بازی جان لیں۔ یُوسُفؑ نے کہا آنے والے سات سال تم مستقل عمدہ فصلیں پاؤ گے۔ اس دوران جو فصلیں تم کاٹو اُن میں سے بس بہت ہی تھوڑا بقدرِ قلیل خوراک نکالو اور باقی کو بالیوں ہی میں چھوڑ دو، اگلے سات سال قحط پڑے گا۔ اُس زمانے میں وہ غلّہ بہ احتیاط کھایا جا سکے گا، جو تم نے اُس وقت کے لیے اسٹاک کیا ہو گا۔ اس کے بعد پھر ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کی دعائیں سُن لی جائیں گی اور ایسی عمدہ فصلیں ہوں گی کہ انگوروں سے رس نچوڑنے کے دن پلٹ آئیں گے۔ ....

.... [مفہوم آیات ۴۶ - ۴۹]

رہائی سے قبل بے گناہی کے اعلان پر یوسف علیہ السلام کا اصرار

دل کو لگتی تعبیر سُن کر بادشاہ نے کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ[51] مگر جب شاہی فرستادہ یُوسُفؑ کے پاس پہنچا اور بادشاہ کے پاس چلنے کے لیے کہا تو یُوسُفؑ نے [جب تک اُس کی بے گناہی کا اعلان نہ ہو، جیل سے نکلنا نہ چاہا]

---

۵۰ زنداں کا وہ ساتھی، جس نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ شراب کشید کرنے پر مامور ہے۔ اور اب شاہی دربار کی محفلوں میں شراب پلانے پر مامور تھا۔

۵۱ اس لیے بلایا کہ ایسے دانش ور کا مقام قید خانہ نہیں بلکہ دربارِ شاہی میں مشیروں کا ہے۔

فرستادے سے کہا کہ بادشاہ کے پاس واپس جاؤاور اس سے پوچھو کہ اُن عورتوں کے قضیے میں کون حق پر تھا، جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ میرا پروردگار تواُن کی مکاریوں سے واقف ہی ہے۔اس پر بادشاہ نے اُن عورتوں سے پوچھاکہ جب تم نے یُوسُفؑ پر ڈورے ڈالے تھے تو تم نے یُوسُفؑ کو کردار میں کیسا پایا؟ سب یک زبان ہو کر بولیں، حاشاللہ، ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی، عزیز کی بیوی بھی بے ساختہ بول اُٹھی اب سچی بات کھل چکی ہے، میں اُسے پھسلانے کے چکر میں تھی [52]، بے شک وہ بالکل سچا ہے۔........ [مفہوم آیات ۵۰ - ۵۱]

جب عورتوں کی جانب سے اپنی خطا کے اقرار کی اطلاع یُوسُفؑ تک پہنچی تواُس نے کہا کہ بادشاہ سے قضیے کے فیصلے پراصرار سے میری غرض اِس کے سوا کچھ نہ تھی کہ عزیز [جس نے اس کو خریدااور پالا تھا] یہ جان لے کہ میں نے پیٹھ پیچھے کوئی خیانت نہیں کی اور بے شک اللہ خائنوں کی چال کو کام یاب نہیں ہونے دیتا۔اور میں اپنے نفس کے بارے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ برائیوں پر نہیں اکساتا [53]، نفس تو برائیوں ہی کی جانب دھکیلتا ہے مگر یہ کہ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو تواُس کے لیے برائیوں سے بچنے کی شکل نکل ہی آتی ہے، بے شک میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے۔ بادشاہ نے یُوسُفؑ کی دانش مندی اور پاک بازی کے اعتراف میں اور ساتھ ہی آنے والی قحط کی مصیبت کے پیشِ نظر کہا، یُوسُفؑ کو میرے پاس لاؤ، میں اس کو اپنا معتمد خاص بناؤں گا۔ جب یُوسُفؑ اس کے پاس آیااور گفتگو ہوئی تو بادشاہ نے کہا"اب آپ ہمارے ہاں معتمداور اقتدار میں مرتبہ رکھتے ہیں .... [مفہوم آیات ۵۲ - ۵۴]

یوسف علیہ السلام کا مصر میں منتظم اعلیٰ کے بطور تقرر

بادشاہ کے اس فراخ دلانہ اعلان و بیان پر یُوسُفؑ نے تجویز دی کہ ملک کے وسائل کی تنظیم و تقسیم اُس کے سپُرد کی جائے، کہ وہ اِس کی صلاحیت بھی رکھتا ہے اور دیانت دار بھی ہے۔ یُوسُفؑ کی یہ پیش کش بصد خوشی واعتماد

---

۵۲ موجودہ مغربی معاشرے کی مانند، قبطیوں کا مصر، دورِ جاہلیت کا بڑا 'ترقی یافتہ' زمانہ تھا، شادی شدہ خواتین بہ آسانی اپنی عشقیہ داستانوں اور جنسی تعلقات کو بر سر عام بیان کر سکتی تھیں۔

۵۳ ہمارے زُہاد [اہلِ تصوف] تو آگ سے کھیلتے ہیں، اُن کا نفس تو اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ موسیقی اور بے پردگی اُن کے شہوانی جذبات میں کوئی ہل چل پیدا کرنے میں ناکام رہتی ہے جب کہ اللہ کے بر گزیدہ نبی، یُوسف علیہ السلام تو یوں کہتے ہیں کہ "وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾" میں اپنے نفس کے بارے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ برائیوں پر نہیں اکساتا، نفس تو برائیوں ہی کی جانب دھکیلتا ہے.....۔

قبول کی گئی [۵۴]۔اِس طرح ہم نے مصر میں یُوسُفؑ کے لیے حکمرانی کی راہ ہموار کی۔وہ بااختیار تھا کہ جس طرح چاہے معاملات کو چلائے [۵۵]۔اس دنیا میں ہم اپنے کرم واکرام سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں،نیک لوگوں کا اجر ہمارے ہاں [آخر کار آخرت میں] مارا نہیں جاتا، اور آخرت کا اجر تو یقیناً اُن لوگوں کے لیے زیادہ بہتر ہے جو ایمان لائیں اور پرہیزگاری سے زندگی گزاریں .... [مفہوم آیات ۵۵ - ۵۷]

کنوئیں میں ڈالنے والے، کنوئیں سے بچ نکلنے والے کے دربار میں

[وقت گزرتا چلا گیا، اچھی فصلیں آئیں، غلہ یوسف علیہ السلام کی نگرانی میں جمع ہوتا رہا، جب شدید قحط پڑا تو سرکاری خزانے سے راشن سرکاری ریٹ پر دیانت داری سے تقسیم ہونے لگا] یُوسُفؑ کے بھائی مصر آئے اور اُس کے آفس میں غلہ خریدنے حاضر ہوئے۔وہ اُنھیں دیکھتے ہی پہچان گیا مگر وہ نہ پہچان سکتے تھے [کہ اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ وہی ہوگا جسے وہ سالہا سال قبل ایک خشک کنوئیں میں پھینک آئے تھے] پھر جب یُوسُفؑ نے ان کا راشن لدوا دیا تو چلتے وقت اُن سے کہا کہ اگلے چکر میں اپنے سوتیلے بھائی کو بھی میرے سامنے لانا [تاکہ گنتی کی تصدیق سے راشن ملے]۔تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں غلہ کس طرح پیمانہ بھر کر دیتا ہوں اور کتنی اچھی مہمان نوازی کرتا

---

۵۴ یُوسُفؑ کو وزارتِ خزانہ کا یہ بلند ترین انتظامی منصب و مرتبہ، تبلیغ و تلقین کے ذریعے یا اکثریت کے پرزور مطالبے پر یا کسی انتخاب میں ووٹ حاصل کر کے نہیں بلکہ کردار کی پختگی اور اعلیٰ صلاحیتوں کی بنیاد پر ملا۔دورِ حاضر میں بھی کردار کی پختگی اور بے مثال اعلیٰ ترین صلاحیتیں حاصل کرنے سے اہلِ دین، کلمہ گو سوسائیٹی کے مقتدر حلقوں میں جگہ پا کر معاشرے کو اسلامیانے کے لیے وہ بہت سی اصلاحات کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں، جو ووٹوں کی بھیک سے پارلیمنٹ میں پہنچ کر بھی نہیں کی جاسکتی ہیں۔

۵۵ فرعونِ مصر کی جانب سے یُوسُف علیہ السلام کو اس منصبِ بلند عطا ہونے کی تفصیل تورات میں اس طرح ملتی ہے:

فرعون نے اپنے لوگوں کو کہا، کیا ہم ایسا، جیسا کہ یہ مَرد ہے کوئی پا سکتے ہیں، جس میں خدا کی روح ہے! اور فرعون نے یُوسُفؑ سے کہا کہ از بس کہ اللہ نے تجھے اِن سب میں بینائی دی ہے، سو کوئی تجھ سا عاقل و دانش ور نہیں ہے۔اب تُو میرے گھر کا مختار ہوا، اپنا حکم میری ساری رعیت پر جاری کر، فقط تخت نشینی میں، تجھ سے میں بزرگ تر رہوں گا۔پھر فرعون نے یُوسُفؑ سے کہا، دیکھ میں نے تجھے ساری زمینِ مصر پر حکومت بخشی۔اور فرعون نے اپنی انگشتری [انگھوٹی، نشانِ حکمرانی] اپنے ہاتھ سے نکال کر یُوسُفؑ کے ہاتھ میں پہنا دی اور اُس کو کتان کا لباس پہنایا اور سونے کا ہار اُس کے گلے میں ڈالا اور اُسے مصر کی ساری سرزمین پر حاکم کیا اور فرعون نے یُوسُفؑ کو کہا، میں فرعون ہوں اور بغیر تیرے حکم کے مصر کی ساری مملکت میں کوئی انسان اپنا ہاتھ یا پاؤں نہ اُٹھائے گا۔[تورات، جز: پیدائش، باب ۴۱، آیات ۳۷ تا ۴۴]

ہوں۔ .... [مفہوم آیات ۵۸ - ۵۹]

جان لو کہ اگر تم اسے نہ لائے تو میرے یہاں سے تمھیں کوئی راشن نہیں مل سکے گا بلکہ تم یہاں پھٹکنا بھی نہیں۔ بھائیوں نے کہا کہ ہم اُس کے باپ کو اُسے بھیجنے پر آمادہ کرنے کی پوری کوشش کریں گے بلکہ آپ اطمینان رکھیں ہم اُسے ضرور لائیں گے۔ یُوسُفؑ نے اپنے کارندوں کو اشارہ کیا کہ ان لوگوں نے غلّے کے عوض جو رقم دی ہے وہ ان کی بوریوں ہی میں واپس رکھ دی جائے، شاید کہ گھر والوں میں پہنچ کر اپنا مال واپس پائیں تو اُسے پہچان لیں اور یوں جلد پلٹنے میں آسانی ہو جائے۔ .... [مفہوم آیات ۶۰ - ۶۲]

جب وہ حکومتِ مصر کی فیّاضی اور اکرام کے احساس اور غلے سے بھرے اونٹوں کے ساتھ واپس گھر پہنچے تو اپنے باپ [یعقوبؑ] کو بتایا کہ اگر ہم اپنے ساتھ اپنے بھائی بن یامین کو نہ لے کر گئے تو آیندہ ہمیں غلّہ ہر گز نہ مل سکے گا،، پس اگلے چکر میں ہمارے بھائی کو بھی ہم راہ جانے دیجیے کہ ہم خوب سارا غلہ لائیں، ہم اس کی حفاظت کا عہد کرتے ہیں۔ باپ نے یُوسُفؑ کے بارے میں اِن کی حفاظت کی کہانی کو یاد دلاتے ہوئے کہا، تمھاری حفاظت کا وعدہ! کیا ویسا ہی ایک وعدہ جیسا اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا؟ [تمھارے وعدے کیا ہیں!] بس اللہ ہی بہترین محافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔ پھر جب انھوں نے اپنا سامان اُتارا اور ساری پونجی کو بھی غلّے کے ساتھ واپس پایا تو حیرانی اور خوشی سے پُکار اُٹھے ابا جان! ہمیں اور کیا چاہیے، دیکھیں تو سہی ہماری قیمتِ خرید بھی واپس کر دی گئی ہے۔ [پیسوں کا تو اب کوئی مسئلہ ہی نہیں] لہٰذا اگلی مرتبہ ہم جائیں گے تو اپنے کُنبے کے لیے خوب مناسب رَسَد لے آئیں گے، اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے اور ایک فرد کی گنتی زیادہ ہونے کے سبب غلّے سے بھرا ایک اونٹ بھی زیادہ ملے گا، سیدھا حساب ہے جتنے زیادہ لوگ اُتنا ہی زیادہ غلّہ! .... [مفہوم آیات ۶۳ - ۶۵]

باپ نے جواب دیا کہ میں تو اس کو ہر گز تمھارے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دے سکتا، جب تک کہ تم اللہ کے نام سے حلف نہ اُٹھاؤ کہ اِسے میرے پاس ضرور واپس لاؤ گے اِلّا یہ کہ کہیں حالات تمھیں بے بس ہی کر دیں، جب انھوں نے اُس کو حلفیہ یقین دلا دیا تو اُس نے کہا دیکھو، ہمارے اس قول و قرار پر اللہ گواہ ہے۔ . [مفہوم آیت ۶۶]

بن یامین کا مصر آنا

پھر اُس نے کہا میرے بیٹو، شہر میں تم سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے جانا [مبادا کہ گیارہ خوب صورت جوانوں کی بڑی جمعیت دیکھ کر اہلِ شہر کسی غلط فہمی میں تمھیں نقصان پہنچائیں]؛

مگر یاد رکھو، میری یہ تدبیر اللہ کے طے کردہ فیصلوں کو نہیں ٹال سکتی، اُس کے سوا تو کسی کا حکم چلتا ہی نہیں ہے، اسی پر میرا اعتماد و بھروسہ ہے اور جس کو بھی تکیہ کرنا ہو، وہ اللہ ہی پر کرے۔ ہوا بھی یہی کہ جب وہ اپنے باپ کی بتائی ہوئی تدبیر سے شہر کے مختلف دروازوں سے اُس میں داخل ہوئے تو یہ تدبیر اللہ کی لکھی قسمت کو نہ ٹال سکی [جس مصیبت یا آزمائش میں اِن کو پھنسنا تھا وہ پھنسے]۔ ہاں بس یعقوبؑ کی فراست و تجربے نے ممکنہ خطرات سے بچنے کے لیے جو ترکیب اُسے سُجھائی اُس نے اُسے کر دیکھا۔ بے شک اُسے وہ کچھ معلوم تھا[56] جو ہم نے اس کو بتایا تھا، اکثر لوگ معاملات کی حقیقت کو جانتے نہیں ہیں۔ .... [مفہوم آیات ۶۷ - ۶۸]

یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائی کے لیے تحفہ

جب یہ گیارہ بھائی، خزانوں کے منتظم یُوسُفؑ کے پاس پہنچے تو اُس نے اپنے ماں جائے بھائی، بن یامین کو اپنے پاس بلا بٹھایا اور یہ حقیقت بتلادی کہ وہ اُس کا گم شدہ سگا بھائی، یوسف ہے، اور ساتھ ہی تسلی دی کہ اب تک یہ جو کچھ کرتے رہے ہیں اس سے ملول نہ ہونا۔ جب یُوسُفؑ ان بھائیوں کا سامان لدوانے لگا تو اس نے بن یامین کے سامان میں اپنا پیالہ رکھ دیا[57]۔ جب وہ بصد خوشی و اطمینان اپنے غلے سے لدے اونٹوں کو لے کر چلے تو ایک سرکاری اہل

۵۶ یہاں اللہ تعالیٰ یقیناً، یعقوبؑ کو حاصل کچھ ایسی معلومات کا تذکرہ رہے ہیں، جن کی وضاحت نہیں ہے لیکن قرینہ یہی ہے کہ وہ بن یامین کے ساتھ ہونے والی صورتِ حال اور یوسفؑ کی بخیریت زندگی سے آگاہ تھے۔ قرآن کی اِس آیہ مبارکہ اور اس جیسی ہی ایک اور، جو سورۃ میں آگے آنے والی ہے [قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ مجھے للہ کی جانب سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمھیں نہیں ہے]، اِن آیات سے شریعت سے بدکا ہوا ایک طبقہ اپنے اور اپنے اکابرین کے بارے میں اس طرح کے علم غیب کا تذکرہ کرتے، اپنی بڑائی جتاتے، شریعت پر چلنے والوں کو بے وقوف گردانتے ہیں اور انکار کرنے والوں کے سامنے دلیل کے طور پر اِن آیات کو رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو یعقوبؑ کی مانند خصوصی علم کے حامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمیں قرآن نے یعقوبؑ کے اس علم کی اطلاع دی ہے مگر اِن حضرات کی شان میں قرآن خاموش ہے اور قرآن و سنت کے متوازی ایک خود ساختہ نئے دین کی اتباع، اِن حضرات کو راہِ مستقیم سے ہٹا ہوا پاتی ہے۔

۵۷ قرآن یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ کسی ترکیب کے طور پر یہ پیالہ یُوسُفؑ نے اپنے بھائی کے سامان میں رکھ دیا، جیسا کہ بیش تر مفسرین کے برخلاف شاذ مفسرین کا خیال یہ ہے کہ یہ پیالہ تحفتاً اپنی نشانی کے طور پر یُوسُفؑ نے اپنے بھائی کے سامان میں رکھا تھا نہ کہ توریہ [مصلحتاً گول مول الفاظ سے جھوٹا تاثر دینا] کر کے بھائی کو روکنے کے لیے۔ راقم کا رُجحان اسی تاویل کی طرف ہے، اُس کے خیال میں انبیاء کے مقام بلند سے کسی اچھے کام کے لیے بھی، توریہ بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت اپنا کام کر رہی تھی، یُوسُفؑ کا یہ تحفہ دینا اُن کے روکنے کے سلسلہ اسباب میں سے ایک سبب بن گیا، مزید اسباب اللہ تعالیٰ نے سرکاری ملازموں

کار نے پُکارا، اے قافلے والو! تم لوگ چور ہو۔" انھوں نے مڑ کر دیکھا اور کہا کہ تمھاری کیا چیز نہیں مل رہی ؟ اُنھوں نے کہا ہم شاہی پیمانہ نہیں پاتے جو بھی اُس کو لا کر دے گا [یا اُس کا پتہ دے گا] اُس کو ایک اونٹ بھر غلّہ انعام ملے گا، میرا وعدہ ہے ! .... [مفہوم آیات ۶۹ - ۷۲]

اُنھوں نے کہا، واللہ، تمھیں خُوب اندازہ ہے کہ ہم یہاں فساد کرنے نہیں آئے ہیں اور ہم چوریاں کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ سرکاری اہل کاروں نے کہا ہم ابھی تلاشی لیتے ہیں، یہ بتاؤ کہ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو چوری کرنے والے کی سزا کیا ہو گی؟ انھوں نے کہا چور کی سزا؟ جس کے کجاوے میں سے یہ پیمانہ نکلے وہ چوری کی سزا میں رکھ لیا جائے [غلام بنا لیا جائے]، ہم تو ایسے ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں ... [مفہوم آیات ۷۳ — ۷۵]

بن یامین کے روک لیے جانے کے اسباب کا پیدا ہو جانا

چور کی سزا طے ہو جانے کے بعد یُوسُفؑ نے اپنے بھائی سے پہلے سوتیلے بھائیوں کے اونٹوں پر لدے کجاووں کی تلاشی لینی شروع کی، پھر آخر میں اپنے بھائی کے کجاوے سے پیمانہ بر آمد کر لیا۔ اِس طرح ہم نے یُوسُفؑ کے لیے اپنی تدبیر سے بھائی کو اپنے پاس روکنا آسان کر دیا ورنہ وہ سلطنت میں رائج کسی بھی ضابطے کی رو سے اپنے بھائی کو نہ روک سکتا تھا، اِلّا یہ کہ اللہ کی مرضی شامل حال ہو۔ ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کر دیتے ہیں [اے اہلِ مکہ، دیکھو ہم نے کس طرح کنوئیں میں ڈالے گئے بچے کے درجے بلند کیے]۔ پس جان لو کہ .... ایک علم رکھنے والا [اللہ وحدہ] ایسا ہے جو ہر صاحبِ علم سے بالا تر ہے۔ .... [مفہوم آیت ۷۶]

بھائیوں کے سینوں میں بھرا بغض یوں بے ساختہ اُبھر کر زبان پر آیا کہ یہ چوری کرے تو کچھ تعجّب کی بات نہیں، اس سے پہلے اس کا بھائی [اشارہ تھا یُوسُفؑ کی جانب] بھی چوری کر چکا ہے۔ یہ جملہ یُوسُفؑ کے کانوں نے سن لیا مگر ابھی افشائے حقیقت کا موقع نہ تھا، دل ہی دل میں کہا کہ تم لوگ کردار کے کیا ہی بڑے بُرے مرتبے و مقام پر

سے کروا دیے۔ جیسا کہ آگے آیہ مبارکہ ۷۶ میں اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا آرہا ہے کہ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ یعنی اس طرح ہم نے یُوسُفؑ کی تائید اپنی تدبیر سے کی، صاحبِ تفہیم القرآن اس سورہ کے تفسیری حاشیہ ۵۹ میں لکھتے ہیں کہ: "سرکاری ملازموں نے خلاف معمول خود مشتبہ ملزموں سے چور کی سزا پوچھی، اور انھوں نے وہ سزا بتائی جو شریعت ابرہیمی کی رو سے چور کو دی جاتی تھی۔ اس کے دو فائدے ہوئے ایک یہ کہ حضرت یوسفؑ کو شریعت ابراہیمی پر عمل کا موقع مل گیا۔ دوسرا یہ کہ بھائی کو حوالات میں بھیجنے کے بجائے اب وہ اسے اپنے پاس رکھ سکتے تھے۔"

ہو، جو لفّاظی تم کر رہے ہو، اللہ اُس کی حقیقت سے خوب آگاہ ہے۔ بھائیوں نے کہا اے عزیز مصر! اس کے والد ہم دردی کے لائق بہت ہی بوڑھی شخصیت ہیں [اُنھیں اِس کی گرفتاری کی خبر شاق ہو گی] آپ اس کے بجائے ہم میں سے کسی اور کو رکھ لیجیے، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے نرم طبیعت ہیں۔ یُوسُفؑ نے کہا، ہم نے اپنی چیز جس کے پاس پائی ہے، کیا اُس کو چھوڑ کر کسی اور کو پکڑ لیں؟ اللہ ایسی ناانصافی سے محفوظ رکھے! ایسا کریں تو ہم گناہ گار ہوں گے۔ .... [مفہوم آیات ۷۷ - ۷۹]

برادرانِ یوسف کا باہمی صلاح و مشورہ

جب وہ بادشاہ [یُوسُفؑ] کی جانب سے کسی رعایت ملنے سے مایوس ہو گئے تو علیحدگی میں بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے۔ سب سے بڑے نے اپنے والد سے اللہ کے نام پر کیے گئے قول و قرار کا حوالہ دے کر اور سالوں پہلے یُوسُفؑ کے معاملے میں، جو زیادتی وہ کر چکے تھے اُسے یاد دلاتے ہوئے کہا کہ میں تو اب یہاں سے ہرگز نہ ہلوں گا جب تک کہ ابّا جان مجھے اجازت نہ دیں، یا پھر اللہ ہی میرے لیے کوئی آسانی کا فیصلہ فرما دے کہ وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ .... [مفہوم آیہ ۸۰]

البتہ تم لوگ واپس جاؤ اور اپنے والد سے کہو کہ ابا جان، آپ کے بیٹے [بن یامین] پر چوری کا الزام ہے، اگرچہ ہم نے اُسے چوری کرتے ہوئے نہیں دیکھا، مگر ہم بس وہی بات بیان کر سکتے ہیں، جو کچھ ہمارے سامنے آئی۔ پوشیدہ کچھ ہوا ہو تو ہم نہیں جان سکتے تھے۔ چاہیں آپ اُس بستی کے لوگوں سے تصدیق کر لیجیے جہاں ہم تھے اور چاہیں تو اُس قافلے سے دریافت کر لیں، جس کے ساتھ ہم واپس آئے ہیں۔ ہم بالکل سچے ہیں۔ باپ نے یہ سب سُن کر کہا کچھ نہیں، بات بس اتنی سی ہے کہ تمھاری عقل و سمجھ نے تمھارے لیے اتنی بڑی غلط بات کو تسلیم کر لینا بڑا آسان بنا دیا۔ اچھا، اس پر بھی صبر کروں گا اور بحسن و خوبی کروں گا۔ لگتا ہے کہ بس اب قریب ہے کہ اللہ ان سب [یوسفؑ اور بن یامین اور بڑے بیٹے[۵۸]] کو مجھ سے لا ملائے، وہ سب کچھ جانتا ہے اور اُس کے سب کام حکمت پر مبنی ہیں۔ .... [مفہوم آیات ۸۱ — ۸۳]

یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کے غم میں بے قراری

پھر اُن سے منہ پھیر لیا اور اللہ کے سامنے ایک آہ بھری، ہائے یُوسُفؑ! وہ اندر ہی اندر گھلا جا رہا تھا اور غم سے

۵۸ بڑا بیٹا جس نے بن یامین کے پکڑے جانے پر، باپ کے سامنے گھر واپس جانے سے انکار کر دیا تھا۔

روتے روتے اُس کی آنکھوں نے بینائی کھودی........... بیٹوں نے کہا، اللہ کی قسم! آپ تو ہمیشہ بس یُوسُفؑ ہی کو یاد کیے جائیں گے یہاں تک کہ گھل جائیں اور اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں! اُس نے کہا، میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کا شکوہ اللہ کے سوا اور کسی سے تو نہیں کر رہا [تمھیں کیا؟] اور میں اللہ کی جانب سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ میرے بیٹو! جاؤ اور یُوسُفؑ اور اُس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اُس کی رحمت سے مایوس تو بس کافر ہی ہوا کرتے ہیں۔ جب یہ لوگ [پھر تیسری بار] یُوسُفؑ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے عزیز! ہم اور ہمارے اہل و عیال بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں، اور ہم ایک حقیر پُونجی جو میسر تھی لے آئے ہیں، تو آپ ہمیں اُس کے عوض پورا غلّہ دیں اور اوپر سے ہم کو صدقہ و خیرات بھی دیں، اللہ صدقہ و خیرات کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔ [یُوسُفؑ کو ضبطِ محبت کا یارا نہ رہا] اُس نے کہا تمھیں کچھ یاد ہے کہ تم نے جہالت میں مبتلا ہو کر یُوسُفؑ اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ ناگہاں بادشاہ کے منہ سے ایسی بات سن کر پکارے، ہائیں! کیا تم ہی یُوسُفؑ ہو؟ اُس نے کہا ہاں، میں ہی یوسُفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے ہم پر فضل فرمایا۔ بے شک جو اللہ سے ڈر کر نیکی کا راستا اختیار کرتے ہیں اور نیکی پر ثابت قدم رہتے ہیں تو اللہ کے ہاں ایسے خوب کاروں کا اجر مارا نہیں جاتا۔ بھائیوں نے سر خم کیا، اللہ گواہ ہے کہ تم کو اللہ نے ہم پر فضیلت بخشی [۵۹] اور سچی بات یہ ہے کہ ہم غلطی پر تھے۔ اقرار خطا پر یوسُفؑ نے کہا کہ اب میری جانب سے تم پر کوئی الزام نہیں [کوئی مواخذہ اور سزا نہیں]، اللہ بھی تمھیں معاف کرے، وہ ارحم الرّحمین ہے۔ جاؤ، میری یہ قمیص لے جاؤ اور ابّی [میرے باپ] کے چہرے پر ڈال دو، آنکھوں کی روشنی پلٹ آئے گی، پھر اپنے سارے ہی گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔ ...... [مفہوم آیات ۸۴ - ۹۳]

مصر سے یُوسُف علیہ السلام کی خوشبو کنعان پہنچ جاتی ہے

جوں ہی مصر سے غلّہ لے کر قافلہ کنعان کو روانہ ہوا تو ان کے باپ، یعقوبؑ نے کہا مجھے بڑھاپے کا مارا دیوانہ نہ کہنا، سچ بتاتا ہوں مجھے یُوسُفؑ کی خوشبو آرہی ہے۔ گھر کے لوگ کہنے لگے، واللہ آپ ابھی تک اپنے اسی پُرانے بے جا غم میں گرفتار ہیں۔ پس جب یوں ہوا کہ خوش خبری لانے والا دوڑتا آیا اور اُس نے یُوسُفؑ کی قمیص اُس کے باپ کے منہ پر ڈال دی تو اُسی لمحے ضائع شدہ آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی۔ یعقوبؑ نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ مجھے

---

۵۹ سردارانِ قریش کی مخالفت کا اصل سبب یہ تھا کہ وہ محمد ﷺ کو نبوت کے ذریعے ملنے والی فضیلت کے انکاری تھے۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر برادرانِ یوسفؑ کی مانند ان کو رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کو تسلیم کرنا پڑا۔

اللہ کی جانب سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمھیں نہیں ہے [60] .... [مفہوم آیات ۹۴ - ۹۶]

یُوسُفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ ابا جان، واقعی ہم خطاکار تھے آپ ہمارے گناہوں کی معافی کے لیے دُعا کریں، یعقوبؑ نے کہا کہ میں ضرور اپنے رب سے تمھارے لیے معافی کی درخواست کروں گا، وہ تو بڑا معاف فرمانے والا اور رحیم ہے۔ پھر جب یہ لوگ [کنعان سے سفر کر کے] یُوسفؑ کے پاس [تقسیمِ راشن کی سرحدی بستی میں] پہنچے تو اُس نے اپنے والدین کو [بصد عزت و احترام] اپنے ساتھ بٹھایا اور کہا، اب مصر میں آباد ہوں گے، اللہ نے چاہا تو امن چین سے رہیں گے۔ [گھر پہنچ کر] یوسُفؑ نے اپنے والدین کو اپنے پاس مسندِ شاہی پر بٹھایا تو سب [بمع والدین] یوسُفؑ کے سامنے اللہ کی عطا کردہ عزت و مرتبے کا سر جُھکا کر [bow] اعتراف کیا۔ یُوسُفؑ نے اپنے خواب کو یاد کیا، ابا جان، یہ اُس خواب کی تعبیر ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا، میرے رب نے اس کو سچ کر دکھایا۔ اس کا مجھ پر احسان ہے کہ اُس نے مجھے جیل سے رہائی دلائی اور آپ لوگوں کو صحرا سے یہاں لے آیا، حالاں کہ شیطان نے تو میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان بغض و عناد ڈال دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا رب جو کرنا چاہتا ہے اس کے لیے باریک بینی سے بہترین تدبیر [اور اسباب مہیا] کرتا ہے، بے شک وہ علیم اور حکیم ہے۔ اے میرے پروردگار [میں بصد شکر و تعریف اعتراف کرتا ہوں] کہ تُو نے مجھے حکم رانی میں سے حصہ بخشا اور مجھے مقدمات و معاملات کی پوشیدہ حقیقتوں تک پہنچنا سکھایا۔ آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، تُو ہی دُنیا اور آخرت میں میری بگڑی بنانے والا ہے، مجھے دینِ اسلام پر موت دیجیے گا اور [آخر کار جنّتوں میں] مجھے صالحین کے ساتھ رکھیے گا۔ ....

.... [مفہوم آیات ۹۵ تا ۱۰۱]

اللہ پر ایمان کے باوجود لوگ شرک کرتے ہیں

اے محمدؐ، تاریخ کے گم شدہ اور پوشیدہ وقعات کی خبروں کے دفاتر سے یہ سرگزشت ہے جو ہم تم پر وحی کر رہے ہیں ورنہ تم اُس وقت موجود نہ تھے جب یُوسُفؑ کو رستے سے ہٹانے کے لیے اُس کے بھائی ایک متفقہ سازش کے لیے مصروف تھے۔ اے محمدؐ، تم خواہ کتنی ہی اپنے اِن سازشی قریشی بھائیوں کی بھلائی چاہو ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں؛ حالاں کہ تم اس خدمت پر ان سے کوئی اُجرت بھی نہیں مانگتے ہو۔ یہ تو انسانوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔ [اے محمد! تمھارے مخاطبین کا معاملہ یہ ہے کہ] کائنات میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن کو دیکھتے ہیں اور

---

۶۰ گزشتہ حاشیوں ۴۰ اور ۵۷ پر ایک نظر پھر ڈال لیں، یعقوبؑ اللہ تعالیٰ کی جانب سے معاملات کا کچھ ادراک رکھتے تھے۔

ذرا غور نہیں کرتے۔ اِن اللہ پر یقین رکھنے والوں میں سے اکثریت ایسی ہے، جو اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو بھی [اُس کے حقوق وعبادت میں] شریک ٹھہراتی ہے[٦١]۔ کیا انھیں کوئی ڈر نہیں کہ اللہ کے عذابوں میں سے کوئی عذاب ان کو پکڑ لے یا بے خبری ہی میں قیامت کی گھڑی اچانک آجائے؟ تم ان سے برملا کہہ دو کہ میرا راستا تو اسلام ہی ہے، جسے میں پوری بصیرت کے ساتھ دیکھ رہا ہوں، اللہ کے اِس راستے کی طرف میں خود بھی بُلاتا ہوں اور میرے ہم راہی بھی۔ اللہ شرک کی ساری تہمتوں سے پاک ہے جو تم لگاتے ہو اور جان لو، شرک کرنے والوں سے نہ میرا کوئی واسطہ ہے، نہ کوئی رشتا ناطا [اے محمدؐ، انھیں تم پر تعجب کیوں؟] تم سے پہلے ہم نے، جو بھی رسول اور نبی مبعوث کیے تھے وہ سب بھی اِنھی کی بستیوں کے رہنے والے انسان تھے[٦٢]، اور انھی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔ ....[مفہوم آیات ١٠٢ - ١٠٨]

سوال کرنے والوں سے خطاب، خلاصہ کلام

کیا اِن لوگوں نے آنکھیں کھول کر ممالک کے درمیان سفر نہیں کیے [اشارہ ہے قریش کے تجارتی اسفار کی جانب] کہ اُن کو برباد قوموں کی ہلاکت وتباہی کے آثار نظر آتے جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں؟ یقیناً آخرت کا گھر اُن لوگوں کے لیے زیادہ بہتر ہے جنھوں نے ہمارے رسولوں کی بات مان کر تقویٰ اختیار کیا، تو کیا [اے اہلِ مکہ] تم سمجھتے نہیں! پہلی قوموں کے درمیان بھی ایسا ہی ہوا کہ ہمارے پیغمبر ایک طویل عرصے تک نصیحت کرتے رہے،

---

٦١ آج امت مسلمہ اگرچہ اپنی مساجد کو بتوں سے پاک رکھتی ہے مگر شرک کی اُن کھلی اور چھپی بہت ساری گندگیوں میں بعینہٖ، بسا اوقات تاویل کے ساتھ اور کبھی بغیر کسی تاویل کے ملوث رہتی ہے، جن میں دینِ ابراہیمی کے دعوے دار اہلِ مکہ مبتلا تھے۔ شرک کی حقیقت کے ادراک کے باوجود بہت سارے وہ صلحائے امت، جو خود شرک سے دور رہتے ہیں، اہلِ ایمان کے درمیان شرک کی سنگینی کو نظرانداز کر دیتے ہیں اور اُسے گناہِ عظیم نہیں بلکہ ایک معمولی گناہ سمجھتے ہیں اُن کے خیال میں ایمان اور شرک جمع نہیں ہوتے۔ قرآن مجید بیان کر رہا ہے کہ اکثر اللہ پر ایمان والے شرک کرتے ہیں۔ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾

٦٢ منکرین کو یہ اعتراض تھا کہ آخر ایک انسان کو کیوں کر نبی بنایا جا سکتا ہے، کوئی ہماری جیسی مخلوق، ہمارا جیسا انسان نبی نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ محمد ﷺ کو بخوبی جانتے پہچانتے تھے، وہ اُن کے درمیان پیدا ہوئے پلے بڑھے اور نبوت کی عمر تک پہنچے تھے۔ قرآن جواب دیتا ہے کہ: وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ...... تم سے پہلے ہم نے، جو بھی رسول اور نبی مبعوث کیے تھے وہ سب بھی اِنھی کی بستیوں کے رہنے والے انسان تھے، اور انھی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

یہاں تک کہ پیغمبر لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اور لوگوں نے بھی یہ گمان کیا کہ اُن کو جو عذاب کی دھمکیاں دی گئی ہیں سب جُھوٹی ہیں، ہمیشہ یہ وہ گھڑی رہی جب یکایک، جن کا وعدہ کیا گیا تھا اُن عذابوں کے ذریعے سے رسولوں کو ہماری مدد پہنچ گئی، پھر جسے ہم نے چاہا بچا لیا اور مجرموں پر سے تو ہمارے عذاب کو ٹالا ہی نہیں جاسکتا۔ پچھلی قوموں کی اِن سر گزشتوں میں اہل عقل کے لیے بڑا سامانِ عبرت ہے۔ یہ قرآن جھوٹی گھڑی ہوئی کوئی کتاب نہیں بلکہ اُن آسمانی کتب کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے موجود ہیں اور اس میں ہر اس چیز کی تفصیل ہے، جو ہدایتِ انسانی کے لیے ضروری ہے، یہ تو رحمت ہے ایمان لانے والوں کے لیے۔ .... [مفہوم آیات ۱۰۹ تا ۱۱۱]

☆☆☆☆ ☆